علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ، ایف اے ، آئی کام ، بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، بی ایس ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی ، ایم فل ، پی ایچ ڈی ، ایف اے ، اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

مضمون	:	معاشیات پاکستان
کوڈ	:	406
سطح	:	بی۔اے
مشق	:	04
سمسٹر	:	بہار2025ء

سوال نمبر1۔ زری پالیسی سے کیا مراد ہے؟ نیز زری پالیسی کے مقاصد اور آلات پر ایک مفصل نوٹ تحریر کیجئے۔

جواب۔

زرعی پالیسی

جب مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے مرکزی بینک زر کی مقدار اور شرح سود کے بارے میں کمی یا بیشی اختیار کرتا ہے تو اسے زری پالیسی کہا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی زری پالیسی کی تشکیل اور عملدر آمد کے پیش نظر کچھ مخصوص مقاصد کا حصول ہوتا ہے۔ یہ مقاصد ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔ معاشی ترقی کے مختلف اداروں میں مختلف مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ زری پالیسی کا مقصد کبھی تو قیمتوں میں استحکام پیدا کرتا رہا ہے اور کبھی سرمایہ کاری کا فروغ۔ چونکہ تمام مقاصد ایک ہی وقت میں حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے ان میں سے ایک یا دو مقاصد کا چناؤ کر لیا جاتا ہے۔ منتخب کردہ مقاصد کے لحاظ سے زری پالیسی کے تحت زر کی مقدار یا شرح سود میں ردوبدل کیا جاتا ہے۔

مقاصد معاشی ترقی کے مختلف ادوار میں پاکستان میں زری پالیسی کے پیش نظر جو مقاصد رہے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

صرف میں کمی

پاکستان میں عوام غریب ہیں۔ ہمارا فی کس آمدنی کا معیار بھی پست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں صرف کی سطح نسبتاً بلدن ہے۔ اس کے علاوہ فیشن پرستوں، نقالی اور شادی بیاہ اور دیگر رسموں کے موقع پر بیجا خرچ کا دستور ہمارے ہاں عام نظر آتا ہے۔ ایسے حالات میں ہمارا صرف ضرورت سے زیادہ ہے حالانکہ معاشی ترقی غیر ضروری صرف میں کمی کا تقاضا کرتی ہے۔ ہمارے ہاں زیادہ ہے حالانکہ معاشی ترقی غیر ضروری صرف میں کمی کا تقاضا کرتی ہے ہمارے ہاں آمدنی کا کم وبیش 90 فیصد حصہ خرچ کر لیا جاتا ہے۔ صرف اس کی سطح میں کمی کر کے ہی معاشی ترقی کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ زری پالیسی کے ذریعے اس صرف میں کمی کی کوششیں کی گئی ہیں۔

بچتوں کی حوصلہ افزائی بچت قومی معاشی ترقی کے پروگراموں کے لیے وہی درجہ رکھتی ہے جو انسانی بدن کے لیے خون۔ بچتوں میں اضافہ سے معاشی منصوبوں کیلئے سرمایہ فراہم ہوتا ہے۔ ہماری زری پالیسی کا ایک بھی رہا ہے کہ صرف کی سطح کم کم کر کے زیادہ بچتوں کی راہ ہموار کی جائے۔ اس مقصد کے لئے کئی کئے گئے ہیں۔

سرمایہ کاری کا فروغ معاشی ترقی ہمارا اولین مقصد رہا ہے۔ معاشی ترقی کا دارومدار پیداوار میں اضافہ پر ہوتا ہے۔ اس میں اضافہ سرمایہ کاری کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ پاکستان میں زری پالیسی کا ایک مقصد سرمایہ کاری اور حوصلہ افزائی بھی رہا ہے تاکہ سرمایہ کاری کے ذریعے نئے کارخانے قائم ہوں۔ مقامی خام مال کا بڑھے اور بالآخر فی کس معیار زندگی بہتر ہو سکے۔

قیمتوں کا استحکام پاکستان میں افراط زر ہمیشہ سے رہا ہے افراط زر کا سبب جہاں زیر گردش کرنسی اور زراعتبار اضافہ رہا ہے وہاں کئی دیگر عناصر کی بناء پر بھی افراط زر کا مسئلہ شدت اختیار کرتا گیا۔ قیمتوں میں اضافہ یا حیرت ناک کمی دونوں ہی معاشی ترقی کے لیے زہر قاتل ہوتے ہیں۔ قیمتوں کے استحکام اور قیمتوں کا اعتدال کے ساتھ آہستہ آہستہ بڑھنا لی جاتی ہے۔ پاکستان میں سیاسی، معاشی اور اس کی اسباب کی بناء پر پیداوار ہونے والے افراط کا مقابلہ کرنے کے زری پالیسی تشکیل دی گئی۔ اس کے ذریعے قیمتوں میں زبردست نشیب وفراز کا انسداد کرنا تھا۔

علاقائی عدم توازن کو دور کرنا

اسٹیٹ بینک کے پیش نظر زری پالیسی کا ایک اہم مقصد یہ بھی رہا ہے کہ بینکوں سے جاری والے قرضوں کی تقسیم کسی ایک علاقہ تک محدود نہ رہے۔ علاقائی عدم مساوات معاشی ترقی کے لئے بن جاتی ہے اور سیاسی طور پر مرکز گریز طاقتوں کے ہاتھ مضبوط کرتی ہے۔ پاکستان میں زر کے ذریعے اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ ملک کے طول وعرض میں رہنے والے تمام باشندوں کو حاصل کرنے کی یکساں سہولتیں میسر آئیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

توازن ادائیگی کی اصلاح

پاکستان کا توازن ادائیگی چند سالوں کے علاوہ ہمیشہ غیر موافق رہا ہے۔ غیر موافق توازن ادائیگی کا سبب یہ تھا کہ ہر سال ہماری وصولیات کم اور واجبات زیادہ ہوتے تھے۔ توازن ادائیگی کی اس خرابی کو دور کرنا بھی زری پالیسی کا مقصد رہا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے زری پالیسی کے ذریعے توازن ادائیگی کی اصلاح کی کوشش کی ہے اور اس کے مثبت نتائج بھی برآمد ہوئے ہیں۔

زری پالیسی کے آلات

اب تک ہم نے پاکستان کے زری پالیسی کے مقاصد بیان کئے ہیں۔ اسٹیٹ بین نے زری پالیسی کے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ پاکستان میں زری پالیسی کے آلات درج ذیل ہیں۔

شرح بینک میں تبدیلی

عام تجاریت بینکوں کی طرف سے پیش کردہ ہنڈیوں پر مرکزی بینک جس شرح سے کٹوتی کرتا ہے۔ اسے شرح بینک کہتے ہیں۔ پاکستان میں شرح بینک ء سے لیکر 1958ء تک 3 فیصد رہی ہے۔ 1958ء سے لیکر 1965ء تک 4 فیصد رہی یہ شرح بڑھتے بڑھتے 9 فیصد تک گئی پھر اس میں کمی کرکے اسے 6 فیصد پر لایا گیا ہے۔ آج کل 2008ء میں شرح بینک 13 فیصد ہے۔ شرح بینک میں اضافہ سے "قیمتوں میں استحکام" کا مقصد پورا ہوا۔ کاروباری لوگ زیادہ شرح پر قرضے لینے سے احتراز کرتے ہیں۔ اس طرح افراط زر رونما نہیں ہو پاتا یا اس کا اثر محدود ہوتا جاتا ہے۔ شرح بینک میں کمی سے "سرمایہ کاری کے فروغ" کا مقصد پورا ہوا۔ شرح بینک میں کمی سے کاروباری لوگوں اور سرمایہ کاروں کو زیادہ قرضے لینے کی آسانی ہوئی اور اس طرح نئے کارخانے وجود میں آئے اور روزگار کے مواقع میں اضافہ ہوا۔

شرح سود میں ردو بدل

عام تجارتی بینکوں میں عوام روپیہ جمع کرتے ہیں اور انہی سے قرضہ کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ اسٹیٹ بینک نے عوام کی امانتوں پر دیئے جانے والے سود کی شرح میں اضافہ کیا تاکہ لوگوں مین بچت کرنے کی تحریک پیدا ہو۔ عام بچت اکاؤنٹ پر اب بینک 7-1/2 فیصد سود ادا کرتے ہیں اس سے بیشتر یہ شرح 4 فیصد بھی رہی ہے۔ شرح سود میں اضافہ سے صرف مین کمی لانے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ جبکہ شرح سود کم کرکے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

پی ایل ایس اکاؤنٹ

لوگوں میں بچتوں کی حوصلہ افزائی کی خاطر اسٹیٹ بینک نے عام بچت اکاؤنٹ کے علاوہ ایک نیا اکاؤنٹ "PLS" اکاؤنٹ کے نام سے قائم کیا ہے جس میں امانتدار بینک کے منافع اور نقصان دونوں میں برابر کا شریک رہتا ہے۔ ہمارے بینکوں کی 81-1980ء کی کارکردگی کا اظہار یوں ہوا کہ پی ایل ایس اکاؤنٹ پر سود کی بجائے 8 سے 9 فیصد تک منافع کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس اکاؤنٹ میں کم وبیش 2-1/2 ارب روپیہ جمع کرایا گیا تھا۔ "پی ایل ایس" اکاؤنٹ کی بدولت "زری پالیسی" کا مقصد نمبر 2 (یعنی بچتوں کی حوصلہ افزائی) پورا ہوا ہے۔

زرضمانت میں کمی یا بیشی

قانونی طور پر پاکستان کے تمام تجارتی بینک اپنی امانتوں کا کچھ فیصد اسٹیٹ بینک کے پاس لازماً رکھواتے ہیں تاکہ اگر زری پالیسی پر عملدرآمد کے بارے میں تجارتی بینکوں کی طرف سے عمداً کوتاہی کی جائے تو ان امانتوں کو بحق سرکار ضبط کرلیا جائے۔ نیز اسٹیٹ بینک میں امانتوں ک یموجودگی سے زرگردش زر کی مقدار بھی کم ہو جاتی ہے زرضمانت کی شرح 1947ء سے 1963ء تک 2 فیصد تھی۔ 1963ء سے 1967ء کے دوران یہ شرح 5 فیصد ہو گئی اس کے بعد 6-1/2 فیصد اور پھر گھٹا کر 5 فیصد کردی گئی ہے۔ زرضمانت بڑھانے سے زری پالیسی کا مقصد نمبر 1 (قیمتوں میں استحکام) حاصل ہوا اور اس کی شرح گھٹانے سے مقصد نمبر 3 (یعنی سرمایہ کاری کا فروغ) کے حصول میں مدد ملی۔

یہ دریافت کیا ہے کہ بارامدکنندگان کو خصوصی رعایتی سرح پر تجارتی بینکوں سے قرضے فراہم کیے جائیں۔ اس اسکیم کا نام (Export Ref-finance Scheme) ہے۔ س اسکیم کے تحت صفر شرح پر سٹیٹ بینک کو تجارتی بینکوں کو قرضے فراہم کرتا ہے جنہیں وہ صرف برآمدکنندگان سے یہ بینک صرف 3 فیصد سود وصول کرتے ہیں بجکہ تجارتی بینکوں سے عام قرضے پر 14 فیصد سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ برآمدکنندگارن کو قرض کی تمام رقم دراصل اسٹیٹ بینک ہی مہیا کرتا ہے۔ اس طرح زری پالیسی کے تحت برآمدکنندگار کو عام شرح سود سے 11 فیصد کم شرح پر قرضہ مل جاتا ہے۔ اس اقدام سے زری پالیسی کا مقصد نمبر 6 پورا کرنا ہوتا ہے اور زرمبادلہ کی کمائی کو تقویت ملتی ہے۔

سوال نمبر 2۔ مالیاتی مسلک سے کیا مراد ہے؟ نیز پاکستان میں مالیاتی پالیسی کے مقاصد، آلات کار اور حدود پر ایک سیر حاصل بحث تحریر کیجئے۔

جواب۔

مالیاتی مسلک کی تعریف (Fiscal policy):۔ موجودہ زمانے میں ہر حکومت اپنے عوام کی معاشی بہبود کے لئے اہم خدمات انجام دیتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اسے ایک طرف آمدنی درکار ہوتی ہے۔ جسے وہ محصولات اور قرضوں کے ذریعہ حاصل کرتی ہے اور دوسری طرف اسے اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

Download Free Assignments from sowedassignmentsaiou.com 0334-5504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مختلف نوعیت کی خدمات مہیا کرنے اور معاشی ترقی کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔حکومت کی ان ہی سرگرمیوں کو''مالیاتی مسلک'' کا نام دیا جاتا ہے۔

پروفیسر لپسے (Lipsey) کے الفاظ مین مالیاتی مسلک؛

"حکومت کے مالیات اکٹھا کرنے اور انہیں خرچ کرنے کے سلسلے کی سرگرمیاں مالیاتی پالیسی کہلاتی ہیں"

امریکی معیشت دان ایم ڈبلولی M.W.LEE کے مطابق:۔

"مالیاتی پالیسی کا تعلق ان سرکاری فیصلوں سے ہوتا ہے جن کے تحت ٹیکس عئد کرنے سرکاری خراجات عمل میں لانے سرکاری قرضے حاصل کرنے اوران کے متعلق بندوبست کرنے کے اقدامات کیے جاتے ہیں"

پس حکومت کی مالیاتی پالیسی سے مراد یہ ہے کہ حکومت مختلف ذرائع سے آمدنی کیسے حاصل کرتی ہے اورانہیں اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کس طرح خرچ کیا جاتا ہے۔

<u>مالیاتی مسلک کی اہمیت</u>:۔مالیاتی مسلک کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل عنوانات سے لگایا جاسکتا ہے۔

(1)**<u>وسائل کا تعین</u>**:۔''مالیاتی مسلک'' کے ذریعہ حکومت ملکی وسائل کا رخ کم پیدا آور شعبوں سے زیادہ پیدا آور اور سماجی لحاظ سے زیادہ مفید شعبوں کی طرف موڑ سکتی ہے۔حکومت جس شعبہ میں اپنے اخراجات میں اضافہ کرتی ہے،اس میں معاشی سرگرمیوں کے لئے سازگار ماحول اور ضروری لوازمات وجود میں آجاتے ہیں۔اس سے ملکی سرمایہ کاروں کا اس شعبہ کی طرف میلان ایک قدرتی امر ہے۔

(2)**<u>بہتر تقسیم دولت</u>**:۔مالیاتی مسلک کے ذریعہ حکومت ملک میں تقسیم دولت کے نظام کو بہتر بنا سکتی ہے۔اس مقصد کے لئے بڑی بڑی آمدنیوں پر متزائید محصول Progressive Tax عائد کرکے اوران محاصل کو کم آمدنی پانے والے طبقات کے مفاد میں خرد کرکے آمدنیوں میں پائے جانے والے فرق کو کم کیا جاتا ہے۔

(3)**<u>تشکیل سرمایہ</u>**:۔پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک عمومی غربت وافلاس کے باعث سرمایہ کا شکار ہیں۔جس کی وجہ سے افلاس کے شیطانی چکر vicious Circle سے نجات حاصل کرنے کی کوئی راہ نہیں پاتے۔ان میں تشکیل سرمایہ کے لئے مالیاتی مسلک کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔اس کی ایک شکل یہ ہے کہ حکومت اشیائے تعیش Luxuries اور غیر ضروری صرف کی اشیاء پر بھاری محصولات عائد کرکے اپنے محاصل کو بڑھائے اور پھر اس آمدنی کو ملک کے ترقیاتی منصوبوں کی تعمیر وتکمیل کے لئے استعمال کرے۔

(4)**<u>افراط زر پر قابو پانا</u>**:۔ترقی پذیر ممالک کی اکثریت افراط زر سے دوچار ہے۔اس کی وجہ سے یہاں تشکیل سرمایہ کے عمل میں سخت دشواریاں پیش آتی ہیں۔مالیاتی مسلک کو افراطِ زر پر قابو پانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔حکومت محصولات کے ذریعہ زائد قوت خرید کو عوام کے ہاتھوں سے نکال کر اپنی تحویل میں لے سکتی ہے۔

(5)**<u>تجارتی دوروں Trade Cycle کی شدت کو کم کرنا</u>**:۔تجارتی دورے سرمایہ دارانہ آزاد معیشت کا خاصا بن چکے ہیں۔ان سے مکمل طور پر نجات تو ممکن نہیں تاہم ان کی شدت کو کم کیا جاسکتا ہے۔معیشت کے توسیعی دور Expansion Phase میں فاضل میزانیہ Surplus Budget کے ذریعہ آمدنی کے اخراجات سے زیادہ رکھ کر حکومت زر کی زائد رسد کو گردش سے نکال کر ملک کو افراط زر کے گرداب سے بچا سکتی ہے۔اس کے برعکس جب کساد بازاری Depression کے زمانے میں آمدنی کے مقابلہ میں اخراجات میں اضافہ کرکے زر کی رسد کو بڑھایا جاتا ہے۔جس سے آمدنیوں اور روزگار میں اضافہ ہوتا ہے۔

<u>مالیاتی مسلک کا مقاصد</u>:۔سرکاری مالیاتی مسلک سے درج ذیل اہم مقاصد کو پورا کیا جاتا ہے۔

ا۔**<u>تجارتی چکر کے اتار چڑھاؤ کی روک تھام</u>**:**(The elimination of business cycles)**

معیشت میں پیدا ہونے والے تجاتی چکروں کی روک تھام سرکاری یا مالیاتی پالیسی کا اہم مقصد ہوتا ہے۔کیونکہ یہ تجارتی چکر کسی بھی معیشت کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں گرم بازاری کی صورت میں ملک میں قیمتوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔اور افراط زر پھیل جاتا ہے۔جبکہ قیمتوں کے گرنے کا رجحان ہو تو معیشت میں تفریط زر یعنی سرد بازاری ہوجاتی ہے۔قیمتیں اتنی گر جاتی ہیں کہ کہ آجروں کے لیے مصارف پیدائش پورا کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا۔ایسے میں زیادہ تر آجر پروڈکشن بند کردیتے ہیں۔ملک میں بے روزگاری عام ہوجاتی ہے۔مالیاتی پالیسیاتی کے تحت ان پر قابو پایا جاسکتا ہے۔افراط زر میں فاضل بجٹ تیار کیا جاتا ہے۔حکومت اپنی آمدنی میں آضافہ کرتی ہیاور اکراجات میں کمی کرکے گرم بازاری کی روک تھام کرتی ہے۔حکومت نئے ٹیکس لگاتی ہے جبکہ سرد بازاری کے دوران خسارے کا بجٹ تیار کرتی ہے۔آمدنی کم کرکے اخراجات کو بڑھاتی ہے۔نئے ٹیکس نہیں لگاتی اور خود کئی شعبوں میں سرمایا کاری کرتی ہے۔

۲۔**<u>مکمل روزگار کا حصول</u>**:(The achievement of Desirable Employment)

ملک میں مکمل روزگار پیدا کرنا ہر حکومت کا بنیادی فرض ہے۔ملک میں موجود تمام لوگ کام کرنے کی صلاحیت واستعداد رکھتے ہوں ان کو مکمل روزگار فراہم

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کرے۔حکومت خود سرمایا کاری کرتی ہے ۔ نئے منصوبے بناتی ہے۔اور ترقیاتی پرگرام کے پھیلاؤ کو وسیع کرتی ہیتا کہ ملک میں سرمایا کاری کی مطلوبہ مقدار حاصل کر کے لوگوں کو مکمل روزگار کی فراہمی ممکن بنائی جا سکے اور اگر مکمل روزگار رہو تو اس کو برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۳۔قیمتوں کو مناسب سطح پر برقرار رکھنا:(The achievement of Desirable price level)

ملک میں قیمتوں کی ایک خاس سطح کو برقرار رکھنا بھی حکومت اہم ذمہ داریوں اور مالیاتی پالیسی کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔ کیونکہ قیمتوں کے اتار چڑھاؤ بھی ملکی معیشت کو نقصان دیتے ہیں اگر قیمتوں میں اضافہ ہو جائے تو آجرین کے لیے سرمایہ کاری خاس نفو بخش ہوتی ہے جس سے وہ اشیاء زیادہ پیدا کرتے ہیں لیکن یہ زائد پیداوار سرد بازاری کو جنم دیتی ہے۔اور قیمتیں زیداہ ہونے کی وجہ سے صارفین کی قوت خرید بھی کم ہو جاتی ہے۔حکومت اشیاء کی پرائس کنٹرول کے ذریعے قیمتوں کو کنٹرول کرتی ہے۔اور ھر آجر کم قیمت پر اشیاء نہ دیں تو حکومت ان کو مہنگے داموں خرید کر صارفین کو سستی مہیا کرتی ہے۔مختلف چھوٹ (Subsides) دیتی ہے اور خسارے کو نئے ٹیکس سے پورا کرتی ہے۔معیشت میں قیمتیں گرنے کا رجحان زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ایسی صورت میں معیشت کو بے روزگاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔حکومت مالیاتی پالیسی کے ذریعے قیمتوں کا ایک خاص معیار قائم کرتی ہے۔کہ نہ ان میں اضفہ ہو اور نہ ہی ان میں کمی آئے بلکہ ان کی مناسب سطح کو برقرار رکھا جائے۔

۴۔عدم مساوانہ آمدنیوں کو کم کرنا:(The achievement of Desirable income Distribution)

مختلف مملک میں موجود لوگوں کی آمدنیوں میں بہت فرق پایا جاتا ہے لوگوں میں عام طور پر دو طبقات پائے جاتے ہیں امیر اور غریب۔امیر طبقہ زندگی کی آسائشات سے لطف اندوز ہوتا ہے۔جبکہ غریب طبقہ بنیادی ضروریات کے حصول سے بھی محروم رہتا ہے۔مالیاتی پالیسی کی مدد سے امیر اور غریب کے درمیان فرق کو کم کیا جا سکتا ہے۔امیروں پر ٹیکس عائد کر کے ان کی آمدنیوں کو کم کیا جاتا ہے۔اور ٹیکس سے حاصل کردہ رقوم غریبوں کی بہبود پر خرچ کر کے ان کی زندگی کے معیار کو بلند کیا جاتا ہے۔

۵۔صرف دولت کا مناسب معیار برقرار رکھنا:۔ مالیاتی پالیسی کی مدد سے صرف دولت کے مناسب معیار کو برقرار رکھا جاتا ہے۔افراط زر کی صورت میں لوگوں کی آمدنیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔اس لیے ان کا خرچ کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے۔اس کے برعکس تفریط زر کے دوران لوگوں کی آمدنی میں کمی آجاتی ہے اور ان کا خرچ کم ہو جاتا ہے لوگ بے روزگار ہو جاتے ہیں اور اشیاء کی طلب میں کمی آجاتی ہے۔حکومت افراط زر کے پیش نظر تیکس لگا کر لوگوں کی آمدنی کو کم کرتی ہے اور تفریط زر میں صرفی خرچ کو بڑھا دیتی ہے۔ بے روزگاری الائنس ،پنشن اضائف کی صورتوں میں حکومت لوگوں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔تاکہ لوگوں کے معیار زندگی کو گرنے نہ دے۔یوں مالیاتی پالیسی کی مدد سے صرف دولت کے مناسب معیار کو قائم سکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۶۔معاشی ترقی کی رفتار میں اضافہ کرنا:۔

حکومت کی مالیاتی پالیسی کا ایک اہم مقصد ملک کی معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا ہے۔ایک ترقی پزیر ملک کی معاشی ترقی کے لیے آمدنی کا حصول ضروری ہے۔اس کے لیے حکومت لوگوں کو بچتوں کی ترغیب دیتی ہے تاکہ ان بچتوں سے مزید سرمایہ کاری کی جا سکے۔اور معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کیا جا سکے اس کے علاوہ حکومت خسارے کی سرمایہ کاری کے ذریعے بھی مالیتی کی فراہمی کا بندوبست کرتی ہے ترقی کی موجودہ شرح کی برقرار رکھنے کے لیے بھی حکومت اقدامات کرتی ہے۔ ان تمام مقاصد کے پیش نظر دیکھا جا سکتا ہے۔کہ مالیاتی پالیسی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

۷۔توازن ادائیگی میں توازن:۔ بعض یورپی ممالک کثیر دفاعی اخراجات کی وجہ سے توازن ادائیگی میں خسارہ سے دوچار ہیں پسماندہ ممالک بھی اس مسئلہ کا شکار ہیں۔جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی درآمدات برآمدات سے زیادہ ہیں توازن ادائیگی کی درستی کے لیے حکومت درآمدات پر بھری ٹیکس عائد کر کے ان کی مقدار میں اضافہ کرتی ہے۔اس طرح گیر ملکی باشندوں کی آمدنیوں پر تیکس زیادہ نہیں ہونے چاہئیں تاکہ وہ نیا سرمایہ اور نئی فنی مارت خوشی سے ملک میں لا سکیں۔

مالیاتی پالیسی کے آلات کار:1-شرح سود میں تبدیلی: عوام اپنا روپیہ تجارتی بنکوں میں جمع کرتے ہیں اور انہی سے قرضہ کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔اسٹیٹ بنک نے عوام کی امانتوں پر دیئے جانے والے سود کی شرح میں اضافہ کر سکتا ہے۔تاکہ لوگوں میں بچت کرنے کی ترغیب پیدا ہو۔شرح سود میں اضافہ سے صرف دولت میں کمی لانے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔جبکہ شرح سود کم کر کے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے۔

2-شرح بنک کی پالی: جس شرح سے اسٹیٹ بنک تجارتی بنکوں کو قرض دیتا ہے اس شرح کو بنک کی شرح کہتے ہیں۔شرح سود کی پالیسی اختیار کر کے بھی اسٹیٹ بنک زر کی رسد کو کنٹرول کرتا ہے۔اس پالیسی کے تحت افراط زر کے دور میں شرح بنک میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔جس کے نتیجے میں عام بنک اسٹیٹ بنک سے قرض کم لیتے ہیں۔تجارتی بنک بھی شرح سود بڑھا دیتے ہیں۔جن سے آجرین اور تاجر بھی قرضہ کم لیتے ہیں۔قرضوں کی رسد کم ہونے سے اعتبار زر بھی کم ہو جاتا ہے۔افراط زر کے دور میں اسٹیٹ بنک تجارتی بنکوں سے پہلے دیئے گئے قرض بھی واپس طلب کرتا ہے۔جبکہ تفریط زر کے دور میں اسٹیٹ بنک سود کی شرح کم کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں کاروباری افراد اور آجرین زیادہ قرض لیتے ہیں جس سے زر کی رسد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔پاکستان میں شرح بنک 1947ء سے لے کر 1958ء تک 1/3 رہی ہے۔ 1958 سے 1965ء تک 4 فیصد رہی ہے۔ جو بڑھتے بڑھتے 9 فیصد تک جا پہنچی اب اسے کم کر کے 6 فیصد تک لایا گیا ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے کی تمام اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

03345504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

3- **کھلے بازار کا عمل**: کھلے بازار کے عمل میں اسٹیٹ بنک افراط زر کے دور میں کفالتیں تجارتی بنکوں کے پاس فروخت کر دیتا ہے اور تجارتی بنک کفالتیں لوگوں کے پاس فروخت کر دیتے ہیں۔اس عمل سے بنکوں کی رقم اسٹیٹ بنک کے پاس اور لوگوں کی رقوم تجارتی بنکوں کے پاس آجاتی ہیں۔یوں زر کی رسد میں کمی آجاتی ہے جس سے افراط زر کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔تفریط زر کے دور میں اسٹیٹ بنک اور تجارتی بنک کفالتیں خریدنا شروع کر دیتے ہیں جس سے لوگوں کو رقوم منتقل ہوتی ہیں۔عوام کے پاس زر کی رسد زیادہ ہونے سے تفریط زر کا خاتمہ ممکن ہوتا ہے۔

4- **زرضمانت میں کمی بیشی**: قانوناً پاکستان کے تمام تجارتی بنک اپنی امانتوں کا کچھ فیصد حصہ اسٹیٹ بنک کے پاس لازماً رکھواتے ہیں۔تاکہ اگر زری پالیسی پر عملدرآمد کے بارے میں اگر تجارتی بنک کوئی کوتاہی کریں تو ان کی امانتوں کو بحق سرکار ضبط کیا جا سکے۔نیز اسٹیٹ بنک میں امانتوں کی موجودگی سے زیر گردش زر کی مقدار بھیکھو جاتی ہے۔زرضمانت بڑھانے سے زری پالیسی کا مقصد قیمتوں میں استحکام حاصل ہوتا ہے۔جبکہ اس کی شرح کم ہونے سے سرمایہ کاری کو فروغ ملتا ہے۔

5- **سرمایہ کی راشن بندی**: افراط زر کے دور میں اسٹیٹ بنک تجارتی بنکوں کے قرض جاری کرنے کی ایک حد مقرر کرتا ہے۔مقررہ حد سے زیادہ قرض جاری نہ ہونے کی وجہ سے زر اعتبار کی رسد میں کمی آجاتی ہے۔جس سے افراط زر پر قابو پایا جا سکتا ہے۔جبکہ تفریط زر میں قرض جاری کرنے کی اس حد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور زیادہ قرضے جاری ہونے سے زر اعتبار کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے اور تفریط زر کے مسئلے کا تدارک ہوتا ہے۔

6- **نئی برانچوں کا قیام**: علاقے کی صنعتی، تجارتی اور زرعی اہمیت کے پیش نظر اسٹیٹ بنک نئی بنکوں کی شاخیں کھولنے کی اجازت دیتا ہے۔اجازت دیتے وقت اسٹیٹ بنک اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ وہ تمام بنکوں کی شاخیں ایک ہی علاقے میں مرکوز نہ ہو جائیں اور اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ نئی برانچیں ان علاقوں میں قائم کی جائیں جہاں پہلے سے یہ شاخیں موجود نہیں ہیں۔پاکستان میں تجارتی بنکوں کے قومی ملکیت میں آنے کے بعد شاخوں کی علاقائی تقسیم پہلے سے کافی بہتر ہو گئی ہے۔نئی برانچوں کے قیام سے نہ صرف بچتوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے بلکہ قرضوں کی تقسیم بھی کافی حد تک منصفانہ ہو جاتی ہے۔

7- **نشر و اشاعت**: ملک کی موجودہ اقتصادی حالت کے مطابق اسٹیٹ بنک اخبارات، رسائل، ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعے لوگوں کو تمام صورتحال سے آگاہ کرتا ہے اور ان سے مدد کی درخواست بھی کر سکتا ہے۔

8- **زراعت کے لیے خصوصی قرضے**: زراعت کے لیے اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے ہمیشہ قرضوں کا اہتمام کیا ہے۔قومی تحویل میں آنے سے پہلے تجارتی بنک زیادہ تر صنعت یا تجارت کے لیے قرضے جاری کرتے تھے۔زرعی ملک ہونے کے باعث اسٹیٹ بنک نے زری پالیسی کے تحت یہ انتظام کیا ہے کہ ہر بنک میں زرعی قرضے کی فراہمی کے لیے خصوصی کاؤنٹر کھولے گئے ہیں۔ان بنکوں کے ذریعے قرضے کی فراہمی کا شتکاروں کے لیے آسان رکھی گئی ہیں تاکہ چھوٹے کاشتکار بھی آسان شرائط پر قرضے لے کر پیداوار میں اضافہ کر سکیں۔زرعی ترقیاتی بن گھر گھر جا کر کاشتکاروں کو قرضے دیتا ہے۔پاکستان میں 79-1978 میں زرعی ترقیاتی بنک نے تقریباً 70 کروڑ روپے کے قرض کاشتکاروں کو دیا۔اس سے ملک میں سرمایہ کے فروغ کے ساتھ ساتھ علاقائی عدم توازن بھی کم ہوا ہے۔

9- **اخلاقی ترغیب**: اسٹیٹ بنک تجارتی بنکوں پر اخلاقی دباؤ ڈالتا ہے اور انہیں اخلاقی طور پر اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ ملکی مفادات کے لیے استحکام پر کاربندر ہیں۔

10- **انتخابی کنٹرول**: انتخابی کنٹرول کا طریقہ سب سے پہلے امریکہ میں استعمال کیا گیا۔اس کے مطابق صارفین کی قوت خرید کو متاثر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔افراط زر میں ایسی اشیاء جو قسطوں پر بیچی جاتی ہیں ان کی حوصلہ شکنی اور تفریط زر میں ان کی خرید و فروخت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

11- **برآمدات کے لیے خصوصی شرح سود پر قرضے کی فراہمی**: توازن ادائیگی کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ درآمدات میں کمی اور برآمدات میں اضافہ کیا جائے۔اس کے علاوہ دوسرے ملکوں کی طرف سے پاکستان کی برآمدات پر عائد ہونے والی پابندیوں نے بھی ہمارے لیے زرمبادلہ کی کمائی میں اضافہ بنا دیا ہے۔اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے اسٹیٹ بنک پاکستان نے برآمدکنندگان کو خصوصی رعائتی شرح پر تجارتی بنکوں سے قرضے فراہم کیے ہیں۔اس سکیم کے تحت صفر شرح پر سٹیٹ بنک تجارتی بنکوں کو قرضے فراہم کرتا ہے۔

سوال نمبر3۔ کسی ملک کی ترقی میں ٹیکنالوجی کے کردار پر بحث کیجئے۔نیز پاکستان میں جدید ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے حکومتی اقدامات کا جائزہ لیجئے۔

جواب۔

معاشی ترقی میں ٹیکنالوجی کا کردار:(Role of Technology in Economic Develoment)

معاشی ترقی کے عمل کو تیز تر کرنے میں اشیاء خدمات کی پیدائش کے نئے طریقوں کی دریافت اور ان کا استعمال بے حد مفید ہے۔اور بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ٹیکنالوجی سے مراد وہ باضابطہ علم ہے جو اشیاء خدمات کی پیدائش کے فن سے تعلق رکھتا ہے اس لئے یہ اشیاء و خدمات کی پیدائش کے فن سے تعلق رکھتا ہے۔اس لیے دو اشیاء خدمات تخلیق میں کام آنے والے تمام ذرائع وسائل مثلاً مشینوں اور آلات کے استعمال سے انسان کے بنائے ہوئے خام مواد استفادہ کرنے کے طریق کار اور توانائی کے نو دریافت وسائل کے استعمال وغیرہ پر محیط ہے۔معاشی ترقی کے عمل میں ٹیکنالوجی کی اہمیت کو مندرجہ ذیل نکات سے واضح کیا جا سکتا ہے۔

کثیر پیداواری: جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے اشیاء و خدمات وسیع پیمانے پر پیدا کی جا سکتی ہیں۔جدید مشینیں اور آلات پیدائش کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ،بی ایڈ، بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اشیاء پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ایجادات: جدید ٹیکنالوجی کی بدولت انسان اور فضاوخلاء کی قوتوں کو مسخر کرنے کے قابل ہو گیا ہے نئی نئی ایجادات معرض وجود میں آ رہی ہیں۔ نئے حقائق منکشف ہو رہے ہیں۔

انسانی بوجھ میں کمی: جدید ٹیکنالوجی نے انسانی اعضاء پر کام کے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے بھاری بھرکم دیوہیکل کام مشینوں کی مدد سے محض بٹن دبانے سے انجام پائے جاتے ہیں۔

لاگتوں میں کمی: جدید ٹیکنالوجی نے نہ صرف زور پیدا آوری اور کثیر پیداواری کو ممکن بنایا ہے بلکہ اس کی بدولت اشیاء وخدمات کے متعارف پیدائش بھی کم ہو گئے ہیں۔

آسائشات میں اضافہ: جدید ٹیکنالوجی کی بدولت انسان کی زندگی میں سہولتوں اور آسائشات کا قابل قدر اضافہ ہوا ہے اب موسموں کی شدت اور سفر کی صعوبت کا کوئی احساس باقی نہیں رہا فاصلوں کی دوری سمٹ گئی ہے۔

قوت کارکردگی میں اضافہ: جدید ٹیکنالوجی کی بدولت انسان کے حالات کار اور شرائط ماضی کے مقابلہ میں بدرجہا بہتر ہو گئے ہیں۔اس سازگار ماحول نے اس کی قوت کارکردگی پر بہت اچھا اثر ڈالا ہے۔

بین الاقوامی روابط میں اضافہ: جدید ٹیکنالوجی کے سامنے مغرافیائی فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں۔اقوام عالم ایک دوسرے کے قریب آ گئی ہیں نقل وحمل اور خبر رسائی کے ترقی یافتہ ذرائع نے انہیں باہم مربوط کر دیا ہے۔

معیار تعلیم بلند ہونا: جدید ٹیکنالوجی کی ترقی اور اس سے استفادہ حاصل کرنے کے لیئے تعلیم و تربیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر ملک میں ٹیکنالوجی اور تعلیم دوش بدوش چلتی ہیں۔

پاکستان میں جدید ٹیکنالوجی کے لیے حکومتی اقدامات: پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے جو ابھی معاشی ترقی کے لیے ہر شعبے میں سرگرم عمل اور ترقی کی راہوں میں سرا گرداں ہے۔ پاکستان کی آبادی غریب ہے۔ زیادہ تر کا تعلق دیہی علاقوں سے ہے۔ اور انحصار زراعت پر ہے۔ زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی سے جڑے ہوئے ہیں۔ بہت سے شعبے ایسے ہیں کہ جن میں بھرپور اصلاحات لانے کی ضرورت ہے۔ ان کو نئی راہوں پر لانا ہے اور نئے جدید طریقوں کے متقاضی منصوبے تیار کرنے ہیں۔ان تمام کاموں میں ٹیکنالوجی ہماری بھرپور مدد کر سکتی ہے۔

1-**فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ**: پاکستان میں زراعت سے وابستہ لوگ شدید نوعیت کی پسماندگی اور کئی طرح کے مسائل سے دوچار ہیں۔ فی کس اور فی ایکڑ پیداوار ترقی یافتہ ممالک کی نسبت بہت کم ہے۔ فی ایکڑ پیداوار اور فی کس پیداوار کو بڑھانے کے لیے ہمیں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا ہوگا۔ ٹیکنالوجی کے بھرپور اور موثر کردار ہی سے ہماری عوام کی پسماندگی کو دور کیا جا سکتا ہے اور معاشی ترقی کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

2-**طریق پیدائش میں تبدیلی**: پاکستان میں ابھی بھی پرانے فرسودہ نظام کاشتکاری استعمال کیے جاتے ہیں۔ پاکستان میں آبادی جس رفتار سے بڑھ رہی ہے وہ متقاضی ہے کہ طریق پیدائش میں تبدیلی لائی جائے اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے پیداوار میں کم سے کم وقت میں اضافہ کر کے بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو بطریق احسن پورا کر سکیں۔

3-**پیداواری استعداد میں اضافہ**: دیگر کم ترقی یافتہ ممالک کی پاکستان کو بھی ضرورت ہے کہ وہ ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی یافتہ ممالک کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کے مواقع حاصل کریں۔ تاکہ اکیسویں صدی کے تقاضوں کے مطابق اور اپنے ملک کی آبادی کیلئے اپنی پیداواری استعداد میں اضافہ کریں۔ نہ صرف ملک اس میں خودکفیل ہو بلکہ ہم برآمدات میں بھی کثیر اضافہ کر سکیں۔

4-**افرادی قوت کی تعلیم وتربیت**: پاکستان قدرتی وسائل کی دولت سے مالا مال ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے افرادی قوت کی دولت سے بھی نوازرکھا ہے۔ لیکن افرادی قوت باہمت ہونے کے باوجود بنیادی نوعیت کی تعلیم وتربیت سے محروم ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر شعبہ میں پیداواری استعداد بہت کم ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ افرادی قوت کو جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے روشناس کروایا جائے اور پھر اس کی استعدادکاری سے بہترین نتائج حاصل کیے جائیں۔

5-**عالم اقوام میں نمایاں مقام**: آج دنیا چھوٹی چھوٹی ایجادات سے بہت آگے نکل چکی ہے۔ خلا اور چاند کو تسخیر کرنے کے بعد ان کی نظریں دیگر کائنات کے چھپے ہوئے رازوں کی تلاش میں ہیں۔ پاکستان کو بھی ٹیکنالوجی کی جدت سے فائدہ اٹھانا ہے اور ایٹمی قوت بننے کے بعد اب خلائی دوڑ میں بھی اپنا لوہا منوانا ہے تاکہ عالم اقوام میں وہ خود کیلئے نمایاں مقام حاصل کر سکے جسے کوئی تسخیر نہ کر پائے۔

سوال نمبر4۔ میزانیہ(Budget) پر ایک مفصل نوٹ تحریر کیجئے۔

جواب:

میزانیہ(Budget): میزانیہ یا بجٹ حکومت کا ایسا گوشوارہ ہوتا ہے جس میں ایک سال کے لئے اس کی آمدنی اور خرچ کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ وفاقی طرزِ حکومت میں مرکزی اور صوبائی حکومتیں ہر سال اپنا الگ الگ میزانیہ بناتی ہیں۔ جس میں ان کی آمدنی اور خراجات کی مکمل تفصیل موجود ہوتی ہے۔ کسی حکومت کا

03345504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میزانیہ اس کی معاشی حکمت عملی اور معاشی حالت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔اس لیے اسے اندرون ملک اور بیرون ملک ایک اہم دستاویز تصور کیا جاتا ہے۔ملک کی معیشت پر اس کے گہرے اثرات پڑتے ہیں اور اس کے ذریعہ ملکی وسائل کا رخ متعین کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور تقسیم دولت کے نظام میں خاطر خواہ تبدیلیاں لائی جاسکتی ہیں۔

موجودہ اور گزشتہ سال کے میزانیہ کا موازنہ۔

سال میزانیہ 20-2019 کے اہم نکات اور اہداف کچھ یوں ہیں۔

رآمدات کو 49 ارب ڈال سے کم کر کے 45 ارب ڈالر تک لے آئے۔2 سال کے دوران اسٹیٹ بینک کے ذخائر 10 ارب سے بھی کم رہ گئے۔5 سالوں میں برآمدات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔؟ چین ،سعودی عرب اور یو اے ای سے قرضہ لیا گیا۔ہم ماہانہ گردشی قرضہ 38 ارب روپے سے کم کر کے 26 ارب روپے تک لے آئے۔حکومت کے اخراجات 460 ارب روپے سے کم کر کے 437 کر دیئے ہیں۔پاکستان کا دفاع اور قومی خودمختاری ہر چیز سے مقدم ہے۔لاکھ کمرشل صارفین میں سے 14 لاکھ ٹیکس دیتے ہیں۔80؟ ہزار مستحق لوگوں کو ہر مہینے بلاسود قرضے دیئے جائیں گے۔حکومت نے غربت میں کمی کے لیے ایک نئی وزارت قائم کی ہے۔ہم ماہانہ گردشی قرضہ 38 ارب روپے سے کم کر کے 26 ارب روپے تک لے آئے۔

اہم نکات:

گریڈ 1 سے 16 تک کے تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 10 فیصد ایڈہاک اضافے کی تجویز کی گئی ہے۔

گریڈ 21 اور 22 کے ملازمین کی تنخواہوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔

ریٹائرڈ ملازمین کی پینشن میں بھی 10 فیصد اضافے کی تجویز کی گئی ہے۔

ملک میں کم سے کم تنخواہ 17500 روپے کرنے کی تجویز کر دی گئی۔

بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا وظیفہ 5 ہزار روپے سے بڑھا کر 5500 کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔

دفاعی بجٹ 1150 ارب روپے برقرار رہے گا ہے۔

کراچی کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے 45.5 ارب روپے تجویز کی گئی ہے۔

قومی ترقیاتی پروگرام کے لیے 18 کھرب روپے مختص کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے 45 ارب روپے روپے مختص کر دیئے گئے۔

وزیراعظم سمیت وفاقی کابینہ کا تنخواہوں میں 10 فیصدی کا فیصلہ کیا گیا۔

چینی، کوکنگ آئل، گھی، مشروبات، سگریٹ اور سی این جی مہنگی کر دی گئی۔

وفاقی بجٹ کا خسارہ 35 کھرب 60 ارب روپے رکھا گیا ہے

بجٹ تخمینہ:

بجٹ تخمینہ 7022 ارب روپے رکھا گیا۔ٹیکس آمدن کا ہدف 5555 ارب روپے رکھا گیا ہے۔صوبوں کے لیے 3255 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

بجٹ خسارہ 3137 ارب روپے ہے۔بجٹ خسارے کا ہدف جی ڈی پی کے 7.7 رکھا گیا ہے۔

کس شعبہ کیلئے کتنی رقم مختص کی گئی:

صحت کے امور کے لیے 11 ہزار 50 ملین روپے مختص کیے گئے۔تعلیمی امور کے لیے 77 ہزار 262 ملین کی رقم مختص کی گئی ہے۔سرمایہ کاری کے لیے 61 ہزار 523 ملین روپے کی رقم مختص، غیر ملکی وسائل کے لیے 55 لاکھ 89 ہزار 431 ملین مختص، ٹیکس ریونیو کے لیے 55 لاکھ 55 ہزار ملین روپے مختص، وفاقی ٹیکس کے لیے 31 لاکھ 53 ہزار 770 روپے مختص، ثقافت اور تفریح کے لیے 9 ہزار 838 ملین کی رقم مختص کی گئی ہے۔

دفاعی بجٹ: دفاعی بجٹ 1150 ارب روپے پر برقرار رہے گا۔دفاعی امور کے لیے 11 لاکھ 52 ہزار 5 سو 35 ملین کی رقم مختص کی گئی ہے۔امن و امان کے لیے ایک کروڑ 52 لاکھ 919 ملین روپے مختص، معاشی امور کی مد میں 84 ہزار 167 ملین کی رقم مختص کی گئی۔

سبسڈی:

سول حکومت کے اخراجات میں 5 فیصد کمی کے ساتھ 460 ارب روپے مختص کیے گئے ہے۔بجلی کی سبسڈی کے لیے 200 ارب روپے مختص کئے ہیں۔بجلی، گیس کے لیے 40 ارب روپے کی سبسڈی دی جا رہی ہے۔گیس کا گردشی قرضہ 150 ارب روپے ہے اور اگلے 24 ماہ میں گردشی قرضوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔44.8 ارب روپے گندم اور چاول کی پیداوار بڑھانے کے لیے مختص کیے گئے۔

ڈیوٹی اینڈ ٹیکس:

دفاعی بجٹ 1150 ارب روپے پر برقرار رہے گا۔دفاعی امور کے لیے 11 لاکھ 52 ہزار 5 سو 35 ملین کی رقم مختص کی گئی ہے۔امن و امان کے لیے ایک

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

کاشان اجمل 0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے آرڈر کے لیے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0334-5504551

کروڑ52لاکھ 919 ملین روپے مختص، معاشی امور کی مد میں 84 ہزار 167 ملین کی رقم مختص کی گئی۔ مشروبات پر ڈیوٹی 11.25 سے بڑھا کر 14 فیصد کر دی گئی۔ خوردنی تیل اور گھی پر بھی 17 فیصد ڈیوٹی عائد، سیمنٹ پر ڈیوٹی ڈیڑھ روپے سے بڑھا کر 2 روپے فی کلو کر دی گئی۔ ایل این جی پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی 10 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔ ہزار سی سی گاڑیوں پر ڈیوٹی میں اڑھائی فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ ایک ہزار ایک سی سی سے دو ہزار سی سی تک گاڑیوں پر 5 فیصد ڈیوٹی عائد کی گئی ہے۔ دو ہزار سی سی سے زائد کی گاڑی پر ڈیوٹی ساڑھے سات فیصد عائد کی گئی ہے۔ چینی پر سیلز ٹیکس 17 فیصد عائد، چینی کی قیمت میں 3 روپے 65 پیسے فی کلو اضافہ ہوگا۔ درآمدی مرغا، بکرے کے گوشت پر 17 فیصد سیلز ٹیکس عائد، درآمدی بیف اور مچھلی کے گوشت پر بھی 17 فیصد سیلز ٹیکس عائد، سنگ مرمر پر سیلز ٹیکس 1.2 فیصد سے بڑھا کر 17 فیصد کر دیا گیا۔ سگریٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ کر دیا گیا۔ پہلے سلیب پر ڈیوٹی 45 سو فیصد سے بڑھا کر 52 سو فی ہزار سگریٹ کر دی گئی۔ دوسرے اور تیسرے سلیب کو ضم کر کے ڈیوٹی 16 سو 50 فی ہزار سگریٹ کر دی گئی۔ رئیل سٹیٹ کے لیے کیپٹل گین ٹیکس میں مزید سختی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ خالی پلاٹ 10 سال میں فروخت کیا تو گین ٹیکس عائد ہوگا۔ پہلے خالی پلاٹ پر گین ٹیکس 5 سال تک رکھنے پر عائد تھا۔ تعمیر شدہ مکان 5 سال کے اندر بیچنے پر گین ٹیکس عائد ہوگا۔ پہلے تعمیر شدہ مکان 3 سال سے پہلے فروخت کرنے پر گین ٹیکس عائد تھا۔ غیر منقولہ جائیداد کی خریداری پر ود ہولڈنگ ٹیکس کی شرح دو سے کم کر 1 فیصد کی جا رہی ہے۔ غیر منقولہ جائیداد کی مالیت مارکیٹ ویلیو کے اسی فیصد تک لائی جائے گی۔

تنخواہ دار طبقہ:

تنخواہ دار طبقے پر سالانہ 6 لاکھ روپے آمدن پر ٹیکس عائد، اِنکم ٹیکس پر 12 لاکھ کی حد ختم کر دی گئی۔ غیر تنخواہ دار طبقے کو سالانہ 4 لاکھ آمدن پر ٹیکس دینا ہوگا۔ کمپنیوں کے لیے کارپوریٹ اِنکم ٹیکس کا ریٹ 2 سال تک 29 فیصد فکسڈ عائد، بجٹ میں تحائف کی وصولی آمدن تصور ہوگی۔ ماضی میں کابینہ بجٹ میں اپنی تنخواہیں بڑھاتی تھی۔ اس مرتبہ کابینہ اراکین نے اپنی تنخواہوں میں 10 فیصد کمی کا اعلان کیا ہے۔ غیر ترقیاتی اخراجات کا حجم 6192 ارب 90 کروڑ روپے رکھا گیا ہے۔ کم از کم تنخواہ 17500 روپے مقرر کی گئی ہے۔ سرکاری ملازمین کی پنشن میں 10 فیصد اضافہ، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں گریڈ وائز اضافہ کیا گیا ہے۔ گریڈ 1 سے 16 تک کی تنخواہوں میں 10 فیصد اضافہ ہوگا۔ گریڈ 17 سے 20 کی تنخواہوں میں 5 فیصد اضافہ کیا جائے گا۔ گریڈ 21 اور 22 کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں ہوگا۔

میزانیہ2020-21

وفاقی حکومت نے مالی سال 2020-21 کے بجٹ میں ٹیکسوں کا ہدف 4963 ارب روپے رکھا ہے۔ نئے مالی سال میں ٹیکس اکٹھا کرنے کا ہدف موجودہ مالی سال سے 25 فیصد زائد رکھا گیا ہے۔ رواں مالی سال کے اختتام تک 3900 ارب روپے تک ٹیکس جمع ہونے کی توقع ہے۔ آئندہ والے مالی سال میں 25 فیصد اضافی ٹیکس اکٹھا کرنے کا ہدف ایسے وقت میں مقرر کیا گیا ہے جب ملکی معیشت کورونا وائرس کے باعث پیدا ہونے والی معاشی سست روی کی وجہ سے بری طرح متاثر ہے۔ پاکستانی معیشت میں گراوٹ کا اندازہ موجودہ مالی سال کے لیے حکومت کی جانب سے جاری کیے جانے والے اقتصادی سروے سے لگایا جا سکتا ہے جس کے مطابق مجموعی قومی آمدنی یعنی جی ڈی پی کی شرح نمو منفی 0.4 فیصد رہے گی۔

ڈی ڈی پی اور افراط زر کے اہداف کا ٹیکس۔

حکومت نے اگلے مالی سال میں معیشت کے 2.1 فیصد کے اضافے سے بڑھنے کا ہدف مقرر کیا ہے تاہم اس کے مقابلے میں ٹیکس جمع کرنے کا ہدف 25 فیصد زائد رکھا ہے جبکہ افراط زر کا ہدف 6.50 فیصد رکھا ہے۔ ماہرین اقتصادیات کے مطابق جی ڈی پی اور افراط زر کی شرح میں اضافے کے اہداف کو ملایا جائے تو یہ تقریباً نو فیصد بنتی ہے اور اس شرح سے ٹیکسوں کی اضافہ قابل فہم ہے جسے 'نامینل گروتھ' کہا جاتا ہے یعنی جس شرح سے مجموعی قومی آمدنی ہو تو اسی تناسب سے ٹیکس بھی وصول ہوگا۔ نئے مالی سال کے بجٹ کے مطابق حکومت نے ان ڈائریکٹ ٹیکسوں کے ذریعے 2920 ارب روپے اکھٹا کرنے کا ہدف رکھا ہے جبکہ ڈائریکٹ ٹیکسوں کے ذریعے 2043 ارب روپے اکٹھے کیے جائیں گے۔ بجٹ دستاویزات کے مطابق ان ڈائریکٹ ٹیکس وصولیوں میں کسٹمز ڈیوٹی کی مد میں 640 ارب روپے بھی شامل ہیں۔ 1919 ارب روپے سیلز ٹیکس اور 361 ارب روپے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی سے حاصل ہوں گے، ڈائریکٹ ٹیکسوں سے 2043 ارب روپے حاصل کیے جائیں گے جن میں 2036 ارب روپے انکم ٹیکس کے ذریعے اور تین ارب 20 کروڑ 70 لاکھ روپے کارکنوں کے ویلفیئر فنڈ اور تین ارب چار کروڑ دس لاکھ روپے کیپٹل ویلیو ٹیکس کی مد میں ملیں گے۔ اس کے علاوہ گیس انفرا اسٹرکچر سیس کی مد میں 15 ارب اور گیس ڈیولپمنٹ سرچارج کی مد میں دس ارب روپے حاصل ہوں گے۔ مزید یہ کہ پٹرولیم لیوی میں 123.88 فیصد اضافے کے ساتھ 450 ارب روپے حاصل ہوں گے۔ اقتصادی ماہرین کے مطابق نئے سال میں بھی حکومت ان ٹیکسوں سے زیادہ کمائے گی جن کا اطلاق کم آمدنی اور زیادہ آمدنی والوں پر یکساں ہوتا ہے تو دوسری جانب آمدنی پر ٹیکسوں کی وصولی کم سطح پر رہے گی۔ ان ڈائریکٹ ٹیکس کھپت پر ہوتا ہے جو غریب و امیر یکساں ادا کرتے ہیں۔ ان کے مطابق دنیا بھر میں ڈائریکٹ ٹیکس زیادہ اکٹھے کیے جاتے ہیں لیکن پاکستان میں ان ڈائریکٹ ٹیکسوں کا تناسب مجموعی وصولی میں زیادہ ہے جس کا سارا بوجھ صارف اٹھاتا ہے۔ اشفاق تولہ نے کہا نئے مالی سال کے بجٹ میں بھی ان ڈائریکٹ ٹیکسوں کا تناسب زیادہ ہے جس کی بنیادی وجہ تقریباً 40 فیصد ایسے شعبوں سے ڈائریکٹ ٹیکسوں کی وصولی میں ناکامی ہے جن میں ٹیکس وصولی کی استعداد موجود ہے۔ ان کے مطابق ہول سیل اور ریٹیلرز اپنی استعداد سے بہت کم ڈائریکٹ ٹیکس ملکی خزانے میں جمع کراتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

سوال نمبر 5۔ پاکستان میں دوسرے اور تیسرے عشرے کے دوران ہونے والی معاشی کارکردگی پر ایک سیر حاصل بحث قلمبند کیجیے۔

جواب:

دوسرا عشرہ 1960ء تا 1970ء میں پاکستان کی معیشت کا جائزہ:

1۔ معاشی افزائش کی صورتحال: اس عشرے کو معاشی افزائش کی رفتار کے لحاظ سے دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے دور میں صنعت افروزی کی رفتار اتنی تیز رہی کہ اس دوران پاکستان کو ایشیاء میں جاپان کے بعد دوسرے نمبر پر شمار کی جانے لگا جبکہ دوسرے دور کے آغاز میں رن کچھ کا تنازعہ، پاک بھارت جنگ 1965ء اور آخری ڈیڑھ سال میں سیاسی افراتفری اور مارشل لاء کے نفاذ سے معاشی ترقی کی سابقہ رفتار برقرار نہ رکھی جا سکی۔

مجموعی طور پر یہ عشرہ پاکستان کی معاشی تاریخ میں ترقیات دور کی حیثیت سے مانا جاتا ہے اور اس میں پاکستان کی معاشی افزائش کی رفتار گزشتہ اور آئندہ دونوں عشروں سے زیادہ رہی۔ اس عشرے کے دوران خام قومی پیداوار میں اوسطاً 5.7 فیصد سالانہ اضافہ ہوا۔ خام قومی پیداوار کی کل مالیت اس عشرے کی ابتدا میں 1762 کروڑ روپے کے برابر تھی جو اس عشرے میں بڑھ کر 1257 کروڑ روپے کے برابر ہوگئی جبکہ فی کس آمدنی 373 روپے سالانہ (جو پچھلے عشرے کے اختتام پر) تھی بڑھ کر اس عشرے کے اختتام پر 542 روپے ہوگئی اس طرح فی کس آمدنی میں شرح افزائش اوسطاً 4.5 فیصد سالانہ رہی۔

مختلف اہم شعبوں کی صورتحال: مختلف اہم شعبوں کی صورتحال مندرجہ ذیل تھی۔

(i) **زراعت:** سابقہ عشرہ کے اختتام پر زراعت سے حاصل ہونے والی کل آمدنی 771 کروڑ روپے تھی جو اس عشرے میں بڑھ کر 1257 کروڑ روپے کے برابر ہوگئی۔ یہ اضافہ اوسطاً 6.3 فیصد سالانہ کے برابر رہا۔ اس عشرے کے دوران میں زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے بلڈوزرز، ٹیوب ویل، ٹریکٹر اور دوسری زرعی مشینری درآمد کی گئی۔ سیم اور تھور پر قابو پانے کے لیے امریکی تعاون سے (SCARP) کا منصوبہ شروع کیا گیا جس نے زمین سے سیم و تھور کے اثرات زائل کرنے اور نئی زمین کو اس کے اثرات سے بچانے کے لئے کئی عملی صورتیں اختیار کیں۔ زراعت پر مبنی صنعتیں (Agro-based Industries) کی طرف توجہ دی گئی۔ چاول اور گندم کے اعلیٰ بیج میکسی پاک (Maxi Pak) اور اری پاک (Irri Pak) کے نام سے میکسیکو اور فلپائن سے درآمد کئے گئے جن سے فی ایکڑ پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔

(ii) **صنعت:** پچھلے عشرے کے مقابلے میں اس عشرے کے آخر میں صنعتی پیداوار کی مالیت 200 کروڑ روپے سے بڑھ کر 518 کروڑ روپے ہوگئی۔ یہ اضافہ اوسطاً 16 فیصد سالانہ رہا قومی آمدنی میں صنعت کا حصہ سابقہ عشرے کے اختتام پر 12 فیصد تھا جو اس عشرے کے اختتام پر بڑھ کر 16 فیصد ہو گیا۔ بھاری صنعت میں ڈیڑھ فیصد سے 9 فیصد تک اضافہ ہوا دوسرے عشرے کے دوران قابل ذکر قسم کی 22 بھاری صنعتیں کام کر رہی تھیں جن میں سگریٹ، چینی، وارنش، ایمونیم، سلفیٹ، سپر فاسفیٹ، سلک اور ریان وغیرہ میں اول سے آخر تک اضافے کی شرح 300 فیصد سے 1000 فیصد تک پہنچ گئی۔ یوریا کھاد کی پیداوار صرف اسی عشرے میں شروع ہوئی۔ کپڑے کی صنعت جو سابقہ عشرے میں ہی بہت ترقی کر چکی تھی اس عشرے میں بھی اس میں افزائش کا عمل جاری رہا اور عشرے کے اختتام پر اس میں شرح افزائش 30 فیصد کے برابر رہی۔ چمڑے اور چمڑے کی مصنوعات، کیمیکل صنعت میں سوڈا ایش کاسٹک سوڈا، گندھک کے تیزاب، رنگ پینٹ اور جراثیم کش ادویہ کے سلسلے میں بھی نمایاں ترقی ہوئی۔ نیشنل شپنگ کارپوریشن کے تحت جہاز سازی کی صنعت کا قیام بھی اسی عشرے میں عمل لایا گیا جس نے اس عشرے کے آخر تک 2 جہاز تیار کئے۔

(iii) **بیرونی تجارت:** 60-1959ء کے مقابلے میں 70-1969ء میں برآمدات 67 کروڑ روپے سے بڑھ کر 160 کروڑ روپے ہوگئیں جبکہ درآمدات 180 کروڑ روپے سے بڑھ کر 328 کروڑ روپے ہوگئیں۔ اس عشرے کے اختتام پر برآمدات درآمدات کے صرف 49 فیصد کے برابر ہیں۔ اس عشرے کے دوران پاکستان برآمدات میں ایک نئے زمرے یعنی اشیائے خوردنی کا اضافہ تھا۔ اس عشرے کے دوران بیرونی تجارت میں برآمدات کو بڑھانے، درآمدات کو کم کرنے، نئی منڈیاں تلاش کرنے اور درآمدی بدل دریافت کرنے کے لیے بہت کام کیا گیا۔

2۔ افراط زر کی صورتحال: 60-1959ء کی بنیاد پر دوسرے عشرے کی ابتداء میں تھوک قیمتوں کا اعشاری عدد 103 تھا جو اس عشرے کے آخر میں 143 ہو چکا تھا اور اس میں اشیائے خوردنی میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا تھا جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

(i) بھاری صنعت کے قیام میں سرمائے کی لامحدود ضروریات پوری کرنے کے لئے زر کی رسد میں پھیلاؤ اور اضافے سے ملک میں افراط زر بڑھنے لگی۔

(ii) درآمدی صنعتی کام مال پر مبنی صنعتی خام مال کی عدم دستیابی پر اکثر بحران کا شکار ہوتی رہیں اور قیمتوں اضافے کا باعث بنتی رہیں مثلاً بناسپتی گھی۔

(iii) صنعتی یونٹوں کی پیداواری استعداد سے کم پر چلنے کی وجہ سے فی اکائی لاگت میں اضافہ ہوتا رہا جو صارفین پر ڈالا جاتا رہا۔

(iv) برآمدی بونس سکیم بھی افراط زر میں اضافے کا موجب بنا۔

(v) اس عشرے کے دوران افراط زر کی شدت میں کافی اضافہ ہوا۔

3۔ تقسیم دولت کی صوتحال: دوسرے عشرے کے ابتدائی سالوں میں تقسیم دولت کی صورتحال پہلے عشرے کے آخر میں قیمتوں میں کمی کی جو سرکاری کوشش کی گئی

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03445045451

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

تھی اس کے اثرات دوسرے عشرے کے آغاز تک باقی تھے ۔عوام کی قوت خرید زر کی مناسب قدر کی بنا پر معقول حد پر تھی ۔ نیز اصلاحات اراضی (Agricultural Reforms) کی بدولت زرعی شعبہ میں ملکیت اراضی میں تبدیلیوں اور اشتمال اراضی کی وجہ سے تقسیم دولت میں صحت مند تبدیلیاں آئیں اور اراضی کے بے شما چھوٹے چھوٹے کفالتی قطعات کو بڑے بڑے معاشی قطعات اراضی میں تبدیل کرنے سے زرعی پیداوار اور زرعی آمدنی میں بھی اضافہ ہوا اور تقسیم دولت میں بھی بہتری پیدا ہوئی۔

بدقسمتی سے اصلاحات اراضی 1959ء کے تحت بھی ملک سے جاگیرداری کے نظام کا خاتمہ نہ جاسکا۔اس طرح عوامی محرومیوں میں زیادہ کمی واقع نہ ہوئی اور ملک میں مزدوروں اور مقررہ آمدنی پانے والے عوام اور ملازمین معاشی ترقی کے ثمرات میں اپنا حصہ نہ پاسکے اور ان کے معیار زندگی میں کوئی قابل قدر اضافہ نہ ہوسکا۔

تیسرا عشرہ 1970ء تا 1980ء میں پاکستان کی معیشت کا جائزہ:

1۔ **معاشی افزائش کی صورتحال:** 1970 تا 1980ء کا عشرہ اپنے اندر بہت سے موڑ لئے ہوئے ہے اس عشرے کے آغاز میں ملکی حالت سخت خراب تھی ۔ پاکستان کو سقوط ڈھاکہ کا صدمہ برداشت کرنا پڑا پھر اس کے بعد تیسرے سال سے ساتویں سال تک مخلوط معیشت کے سابقہ نہج سے ہٹ کر صنعتوں کو قومیانے کی پالیسی پر عمل کیا گیا جس میں کامیابی ہونے کی بجائے معاشی ارتقاء کا عمل ست ہوگیا۔اسی دوران پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑی تخفیف قدر زر کی گئی۔ مختلف قسم کی پالیسیاں وضع کی گئیں لیکن ان پر عمل درآمد نہ ہوسکا اس کی جگہ پہلے سات سال تک سالانہ عارضی منصوبہ نے لیے رکھی اس عشرے کے آخری سالوں میں عرصہ طویل کی منصوبہ بندی کا ازسرنو آغاز کرتے ہوئے پانچواں پانچ سالہ منصوبہ سے شروع کیا گیا۔نقصان میں جانے والی صنعتوں کو واگزار کردیا گیا معاشی افزائش کی رفتار سابقہ سالوں سے بہتر علامات دکھانے لگی۔اس عشرے کے آغاز میں فی کس آمدنی 526 روپے سالانہ تھی۔ جو اس عشرے کے مکمل ہونے پر 663 روپے ہوگئی اس طرح اس دوران فی کس آمدنی میں کل اضافہ 26 فیصد ہوا۔ جو اوسطاً 2.6 فیصد سالانہ بنتا ہے۔ذیل میں ہم اس عشرے کے دوران اہم معاشی شعبوں کی کارکردگی پر بحث کریں۔ **زراعت:** اس عشرے کے آغاز میں زراعت کا حصہ 1257 کروڑ کے برابر تھا جو اس عشرے کے اختتام پر 1585 کروڑ روپے کے برابر ہوگیا۔اس طرح زراعت میں اوسط اضافہ 3 فیصد سالانہ رہا۔اس عشرے کے دوسرے سال کے دوران 1972 میں زرعی اصلاحات کا اعلان کیا گیا جس کے مطابق بارانی زمین کی حد ملکیت 1000 ایکڑ سے گھٹا کر 300 ایکڑ کردی گئی اور نہری حد ملکیت 150 ایکڑ کردی گئی۔کئی ایک دیگر اقدامات بھی کئے گئے لیکن زرعی پیداوار میں اضافے کی شرح سابقہ عشرے کی نسبت گرگئی جس کے نتیجے میں خود کفالت کا جو اندازہ دوسرے عشرے کے اختتام کے بعد لگایا گیا تھا پورا ہونا مشکل نظر آنے لگا جس کے نتیجے میں غذائی قلت کا بحران پیدا ہوگیا جو اس عشرے کے پہلے نصف پر زیادہ سخت رہا۔ بعد کے سالوں میں خوردنی اجناس کی پیداوار میں اضافے کی طرف خصوصی توجہ سے اس عشرے کے آخری سالوں کے دوران گندم کی پیداوار میں اضافہ ہوتا چلا گیا بالآخر اس عشرے کے اختتام پر ملک خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہوگیا اور گندم کی پیداوار ایک کروڑ 9 لاکھ ٹن ہوگئی۔

(ii) **صنعت:** اس عشرے کے آغاز میں صنعتی شعبہ کی کل پیداوار 518 کروڑ روپے کے برابر تھی ۔ جو بتدریج بڑھتے بڑھتے تیسرے عشرے کے آخر میں 774 کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔اس عشرے کے دوران کل اضافہ 46 فیصد اور اوسطاً 4.6 فیصد رہا۔2 جنوری 1972 کو جن صنعتوں کو قومیایا گیا ان میں سے 3 سیمنٹ کی صنعت سے 4 کیمیکل اور پیٹروکیمیکل سے،6 آٹوموبائل اور ٹریکٹر سے،2 سٹیل ری رولنگ اور 4 ہلکی صنعت اور فونڈری سے متعلقہ تھیں۔ وقتاً فوقتاً قومیائے ہوئے مجموعی طور پر 54 صنعتی یونٹوں سے 15 نفع بخش طریقے پر رہے اور باقی 39 مختلف اسباب کی بنا پر خسارے کا شکار رہے۔نقصان برداشت کرنے والے اکثر یونٹوں کو اس عشرے کے اختتام تک دوبارہ نجی شعبہ کے حوالے کردیا گیا تیسرے عشرے کے اختتام تک پاکستان نے کئی صنعتوں میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔

(iii) **بیرونی تجارت:** اس عشرے کے آغاز میں برآمدات کی کل مالیت 160 کروڑ روپے تھی جبکہ درآمدات 328 کروڑ روپے کے برابر تھیں اس طرح کل خسارہ 168 کروڑ روپے کے برابر تھا جو بڑھتے بڑھتے 81-1980 تک 21 ارب تک پہنچ گیا۔73-1972 اس پورے عشرے میں واحد ایک سال تھا جس میں ادائیگیوں کا توازن پاکستان کے حق میں رہا۔اس عشرے کی ابتدا میں درآمدات میں 52 فیصد اشیائے سرمایہ، 37 فیصد صنعتی خام مال اور 11 فیصد اشیائے صرف شامل تھیں جبکہ اس عشرے کے آخر میں ہماری درآمدات میں 33 فیصد اشیائے سرمایہ 46 فیصد صنعتی خام مال اور 21 اشیائے صرف پر مبنی تھیں۔

2۔ افراط زر کی صورت حال: اس عشرے کے آخر میں ہماری معیشت نے بعض بھاری صنعتوں میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کی ہے مثلاً ریل کے بوگیاں اور ویگنیں ، بسوں کی باڈیاں ، چھوٹے جہاز ، چینی کے کارخانے کی مشینری ، دفاعی نوعیت کی بھاری صنعت ، لوہے اور فولاد کی درمیانے درجے اور بھاری قسم کی مصنوعات وغیرہ۔افراط زر کی وجوہات میں اہم وجہ زر کی رسد میں اضافہ ہے اس کے علاوہ اس عشرے میں سکے کی تنخواہوں میں اضافہ سے بھی افراط زر کا مسئلہ رونما ہوا۔ صنعتی جھگڑوں کے سبب پیداوار میں کمی ہوئی اور قیمتیں بڑھ گئیں۔تیل اور پیٹرول کی عالمی قیمتوں سے بھی ہمارے ہاں قیمتوں میں اضافہ ہوا بیرون ملک کام کرنے والے پاکستانیوں کی طرف سے بھیجی ہوئی رقوم کے سبب بھی قیمتوں میں اضافہ کا رجحان پیدا ہوا ہے سرمایہ کاری کے منصوبوں اور تعمیراتی کاموں کے طفیل بھی قیمتیں بہت بڑھی۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

3۔ <u>تقسیم دولت کی صورتحال:</u> تیسرے عشرے کے پہلے آٹھ سالوں کے دوران تقسیم دولت کو منصفانہ طریق پر تقسیم کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن وہ کوششیں زیادہ بارآور ثابت نہ ہوئیں۔مزدور اصلاحات 1972ء اور اصلاحات اراضی 1972 میں بنیادی نقطہ نظر سماجی انصاف کی دادرسی اور تقسیم آمدنی و دولت کو زیادہ منصفانہ بنانا تھا لیکن متوقع نتائج سامنے نہ آسکے اور نہ ہی عوام کی اکثریت کے معیار زندگی میں کسی قسم کا کوئی اضافہ ہوا۔اور نہ ہی طبقاتی منافرت میں کمی آئی بلکہ سرمایہ دار اور غیر سرمایہ دار کے لیبل نے طبقاتی کشمکش کو اور ہوا دی۔

اس دوران مالیاتی پالیسی کے مختلف اوزاروں کو بھی آزمایا گیا ٹیکسوں کو زیادہ حصہ باثروت لوگوں سے وصول کرنے اور کم آمدنی والے لوگوں پر اس کے بوجھ کو کم کرنے، قیمتوں پر کنٹرول کرنے، سرمایہ کاری میں کم آمدنی والے لوگوں کو شریک کرنے سے لے کر مختلف اعانے دینے، اشیائے صرف کی قیمتوں میں رعائتیں دینے وغیرہ کے باوجود امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا چلا گیا۔

<u>تیسرے عشرے کی کارکردگی:</u>

ا۔ اس عشرے کی ابتداء میں پیش آنے والے حادثہ سقوط ڈھاکہ کے اثرات زائل کرنے کے لیے پوری کوششوں کے باوجود مکمل کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔

۲۔ ابتدائی سالوں میں سماجی انصاف دلانے کے لیے زرعی، لیبر اور صنعتوں کو قومیانے کی پالیسیوں کا نفاذ کیا گیا جن کے نتائج دیرپا ثابت نہ ہوسکے اور الٹا افراط زر اور تقسیم دولت میں خرابیاں بڑھ گئیں۔

۳۔ ابتدائی سالوں ہی میں تخفیف قدر زر کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے برآمدات میں ہونے والے اضافے سے وقتی طور پر توازن ادائیگی میں بہتری ہوئی
لیکن اس کے نتائج ملک کے لیے آئندہ مزید خرابیوں کے پیش خیمہ ثابت ہوئے۔

۴۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد معیشت میں بہت سی ساختی تبدیلیاں لائی گئیں۔کپاس اور چاول کی فصلوں پر ازسرنو توجہ دیتے ہوئے ان کی پیداوار اور برآمدی مقدار میں اضافہ کرنے کے لیے نئی منڈیاں تلاش کی گئیں اور دیگر ضروری اقدامات کئے گئے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔